افتخار احمد کی یہ کاوش لائق تحسین ہے۔امید ہے وہ اس کا دوسرا حصہ بھی جلد منظر عام پر لائیں گے' جو برعظیم پاکستان و ہند کے قائدین کے تذکرے پر مشتمل ہو گا۔ (م - س)

ماسونیت : از محمد صفوت سقا امینی سعدی ابو حبیب' ترجمہ : عبدالوہاب حجازی۔ ناشر : ادارہ البحوث الاسلامیہ والدعوہ' جامعہ سلفیہ بنارس۔ صفحات ۲۴۰۔ قیمت درج نہیں۔

ماسونیت' فری میسنری کا ترجمہ ہے' جس کا نام تو عوام و خواص میں ایک ناپسندیدہ تحریک کی حیثیت سے معروف ہے' لیکن اس کے بارے میں معلومات نہ ہونے کے برابر ہیں۔ محمد صفوت سقا امینی کی اس کتاب میں بتایا گیا ہے کہ اس تحریک کا آغاز مختلف آرا کے مطابق' حضرت موسیٰؑ کے زمانے میں یا قدیم روم میں قدس کے گورنر ہیروڈس ثانی کے عہد میں یا چودھویں صدی عیسوی میں (۱۳۷۶ میں) ہوا۔ پیچیدہ باطنیت کی حامل یہ تحریک جن اصولوں کو اختیار کرنے کا اعلان کرتی ہے' درحقیقت انھی اصولوں کو دنیا سے ختم کرنے کی خواہاں نظر آتی ہے۔ اس تحریک کے بنیادی اصول حریت' مساوات اور اخوت مقرر کیے گئے ہیں لیکن' ہاتھی کے ان دانتوں کے پیچھے جو "اصول پوشیدہ" ہیں' ان میں شیطان اور مادے کو نور اور خیر کے الٰہ تسلیم کیا جاتا ہے' جو مذکورہ ظاہری اصولوں کے واضح نقیض ہیں۔

مصنف نے کتاب کو مختلف ابواب' نام اور تاریخ' اصول و ضوابط' ماسونیت اور ادیان' ماسونیت اور عالم وغیرہ میں تقسیم کیا ہے۔ ماسونیت اور ادیان کے باب میں مختلف ادیان اور ان کے پیروکاروں کے ساتھ فری میسنریوں کے طرزِ عمل اور افکار کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ یہ تحریک دراصل یہودی فکر کی پیداوار ہے' خواہ اس کا قیام عہدِ موسیٰؑ میں ہوا ہو یا اس کے بعد۔ یہی بات علامہ رشید رضا مصری نے اپنے ایک فتویٰ میں بدیں معنی فرمائی تھی۔

یورپ میں رونما ہونے والے سیاسی انقلابات میں اس تنظیم کا زبردست اثر رہا ہے۔ انقلاب فرانس اور اس کے بعد عثمانی اور پرتگالی انقلاب بطور مثال پیش کیے جا سکتے ہیں۔ اس کے مؤسس اور اس میں کام کرنے والے یورپ میں نصاریٰ اور یہود ہیں' البتہ یہود ان کے قائد ہیں اور رازدانِ درونِ خانہ بھی' اس لیے کہ یورپ میں ماسونیت (فری میسنری) نے جن انقلابات کی کوشش کی ہے' یہودی سب سے زیادہ ان سے نفع اندوز ہوئے ہیں۔ یہی حال بلادِ عثمانیہ میں بھی رہا۔

زیرِ نظر کتاب میں مسلم حکومتوں کے زوال اور دنیا کے دیگر انقلابات میں فری میسنریوں کے اسی کردار کو پیش کیا گیا ہے۔ آخر میں ضمیمے کے طور پر برطانوی وزیرِ خارجہ کے نام برطانوی سفیر کے ۲۹ مئی ۱۹۱۰ کے ایک خفیہ اور طویل خط کا مکمل متن بھی شامل ہے' جو اس موضوع پر ایک نہایت اہم دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے۔

کتاب میں فری میسنریوں کی مختلف اقسام' ان کے عقائد' ان کی زبان' کیلنڈر اور تقویم وغیرہ کا تعارف بھی کرایا گیا ہے۔ کتاب اپنے محتویات کے اعتبار سے مجموعی طور پر معلومات افزا ہے لیکن اوّل سے آخر تک کتاب کے مخاطب کا تعین نہیں ہو پاتا کہ آیا یہ کتاب ایک عام آدمی کو اس تحریک کا تعارف کرانے کے لیے ہے یا ایک ایسے قاری کے لیے جو پہلے ہی اس تحریک کے اسرار و رموز سے آشنا ہے۔ اسلوب اور انداز بھی اسی دو رنگی کا شکار ہے' بعض مقامات پر خوب دادِ تحقیق دی گئی ہے' لیکن بعض مقامات پر مصنف کا انداز سرسری ہے' مثلاً:

"یہ تحریک جب پھیل گئی تو فکرِ انسانی اس کے وقتِ قیام کی تحقیق میں تاریخ کے دفاتر الٹنے لگی' جو ایک سعیِ لاحاصل ہے۔ ہمارے لیے صرف اتنا جان لینا کافی ہے کہ یہ تحریک روئے زمین کے کسی ایک غار میں قائم ہوئی' ہم نہیں جانتے کہ وہ غار کہاں واقع ہے اور یہ تحریک کب قائم ہوئی' اس کے ماں باپ اور اسے پروان چڑھانے والے کون ہیں؟" (ص ۳۱)

ظاہر ہے یہ انداز و اسلوب کسی تحقیقی کتاب کے شایان شان نہیں ہے' تاہم اردو میں اس موضوع پر یہ ایک مفید کاوش ہے۔ عبد الوہاب حجازی کا یہ ترجمہ' جو ڈاکٹر مقتدیٰ حسن ازہری کی تقدیم و مراجع سے مزین ہے' عمرانیات اور سیاسیات و تاریخ کے دائروں میں کام کرنے والوں کے لیے راہنما ثابت ہو گا۔ (زاہد منیر عامر)

وادی کا خیال رکھنا: از نجمہ ثاقب۔ ناشر: ادارہ مطبوعات سلیمانی' اردو بازار' لاہور۔ صفحات ۳۰۴۔ قیمت ۸۴ روپے۔

"مظلوم کشمیری مسلمانوں کی داستانِ حریت" پر مبنی ۲۰ افسانوں کا یہ مجموعہ ایک طالبہ کی کاوش ہے اور اس اعتبار سے جہاد بالقلم کی ایک اچھی مثال ہے۔ اپنے پہلے افسانوی مجموعے میں نجمہ ثاقب نے ایک باصلاحیت افسانہ نگار کی طرح تخیل' مشاہدے اور مطالعے کو دلچسپ اسلوب میں